خودی کیا ہے؟

علاّمہ اقبال کے تصوّرِ خودی پر بہت لکھا گیا ہے لیکن عام طور پر ایسی تحریریں صرف مغربی فلسفیوں کے حوالے سے لکھی گئی ہیں اور علاّمہ اقبال کے اس مخصوص تصوّرِ خودی کی ترجمانی نہیں کرتیں جس کا ماخذ قرآن ہے۔ مندرجہ ذیل دو نوٹ عام طرز سے مختلف ہیں۔ پہلا نوٹ جناب منظور احسن عباسی کا ہے اور دوسرا نوٹ راقم الحروف کے قلم سے۔

م - ح

منظور احسن عباسی

میرا ایک مضمون تفسیر خودی آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس نے ازراہ کرم ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔ یہ مضمون دراصل اقبال کے نظریہ خودی کے باب میں ان تمام خیالات سے ایک بغاوت ہے۔ جو اب تک ہزاروں صفحات میں شائع ہوئے ہیں۔ اس موضوع پر جو مضامین شائع ہو چکے ہیں اس کا خلاصہ جدید التوزیع رسالہ موسومہ" اقبال کا فلسفہ خودی" مولفہ جناب محمد عثمان میں بھی دُہرایا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ خودی کے باب میں

" علاّمہ (اقبال) کے ہمہ گیر غور و فکر کا خلاصہ یہی ہے کہ انسان انسان بنے خود کو پہچانے اور اپنی صلاحیتوں کو پوری ذمہ داری کے ساتھ بروئے کار لائے۔"

خودی کی حقیقت یہ بتائی گئی ہے کہ" اس کا سیدھا سادہ مفہوم خودداری اور خود اعتمادی ہے" اور مدعا یہ ہے کہ" انسان (اور اس اعتبار سے مسلمان) اگر احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو اور اپنی حقیقت سے آگاہ ہو جائے تو اس کے اندر ترقی کرنے اور نشوونما پا کر ایک بے پناہ قوت بن جانے کے غیر محدود

امکانات پوشیدہ ہیں۔ ضرورت فقط اس بات کی ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہیچ مقدار سمجھنا چھوڑ دیں اور دوسروں کا احسان مند اور دست نگر بنے رہنے کے بجائے اپنے اوپر بھروسہ کرنا سیکھیں اور خود اپنی قوتوں سے کام لیں۔"

آگے لکھا ہے کہ "خودی کی تعریف کرنا بھی مشکل ہے آج نفسیات کی اصطلاح میں شخصیت کا جو مفہوم ہے خودی اس کے بہت قریب ہے۔" اس اصطلاح کی مزید تشریح کرتے ہوئے خودی کا مقصد یہ بتایا گیا ہے "قدرت نے ہر شخص کے اندر جس طور ذہن اور قلب و نظر کی کچھ صلاحیتیں استعدادیں اور قابلیتیں ودیعت کر دی ہیں۔ قدرت کا منشا یہ ہے کہ ہم اپنی ان صلاحیتوں کی تلاش و جستجو میں نکلیں اور اس طرح ان کی (گویا اپنی) ترقی اور بقا کا سامان کریں۔"

اقبالیات پر جس نے بھی قلم اُٹھایا ہے ہر ایک نے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور خودی کے مفہوم کو جسم و ذہن اور قلب و نظر کی صلاحیتوں کے نشو و نما تک محدود رکھا ہے۔ یہ عاجز بھی اپنے مضمون میں مقصد خودی کے باب میں اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شارحین اقبال نے جو نصاب عمل تجویز فرمایا وہ اس قدر مبہم اور ناقابل فہم ہے۔ کہ مجھ جیسے کم سواد اشخاص کا ذہن اس میدان میں راہ عمل کا سُراغ لگانے سے عاجز ہے۔

بلاشبہ اقبال نے کہا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ انسان بنے اور یہ بھی کہا ہے کہ اپنی صلاحیتوں کو سمجھے لیکن آخر خودی کے مفہوم سے یہ مطالب کس طرح اخذ کئے گئے۔ اور پھر یہ کہ آخر وہ کون شاعر ادیب واعظ۔ راہنما یا فرد مسلم ہے جو اخلاقیات کے اس درس سے نابلد ہے۔ محض خودی کا ایک لفظ جس کے معنی لغات میں غور و فکر کے سوا اور کچھ نہیں ہے، کس طرح ان مقاصد کے لئے ایک موزوں اصطلاح بن سکتا۔ خودی۔ انا۔ یا میں جو اس کے معنی بتائے گئے ہیں اس میں سورۂ اخلاص کی پوری تفسیر کو سمونے کی وہ کون سی صورت ہے جو رسالہ موصوف کے مؤلف نے کلام اقبال سے نکالی ہے۔

هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے معنی بلاشبہ یہ ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ کے معنی اللہ بے نیاز ہے۔ یہ بھی درست ہے۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کے معنی نہ اس نے کسی کو جنم دیا ہے اور نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے؛ اور لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ کے معنی اس کے برابر

کوئی نہیں۔ یہ سب کچھ بجا لیکن اگر خودی کے معنی شخصیت کے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں یا اپنے جسم و ذہن وغیرہ کی صلاحیتیں ڈھونڈتے رہیں اپنی بے پناہ قوت کا سراغ لگائیں اور ترقی کی راہ پہ گامزن ہو جائیں تب بھی تو آخر کس طرح خودی کے تصوّر کو اللہ کی ان صفات کے اذعان و ایمان سے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے اور پھر یہ سوال ہے کہ آیا جو اقوام انسانی ہمہ جہتی صلاحیتوں کا سراغ لگا کر ارتقا کی انتہائی منازل تک پہنچتی جا رہی ہیں۔ کیا ان میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا ہے جس نے سورہ اخلاص کے ایمانی فضل و شرف کا مقام حاصل کرنے میں کسی بے علم اور علوم حاضرہ سے قطعاً بے خبر صحرا نشین عرب سے فوقیت حاصل کی ہو۔ پھر سوال یہ ہے کہ آیا یہی وہ انسانی صلاحیتوں کا سراغ لگانے کی تلقین ہے جس کی بابت علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ

خودی کی جلوتوں میں مصطفائیؐ خودی کی جلوتوں میں کبریائی

اور کیا یہی وہ خودی ہے جس کی بابت علاّمہ کا ارشاد ہے کہ

مصطفےٰؐ اندر حرا خلوت گزید مدتے جز خویشتن کس را نہ دید

کیا فی الواقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرا کی خلوتوں میں صرف انسانی جسم و فکر و نظر وغیرہ کی بے پناہ صلاحیتوں کی جستجو فرماتے رہے اور ترقی کی راہ کی تلاش میں سرگرم رہے (جیسا کہ بالعموم اقبال کے نادان دوست تصوّر کرتے ہیں) پھر آخر خودی سے یہ کس طرح ممکن ہو کہ کوئی شخص اس شعر کا مصداق بن سکے کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

رسالہ موصوف میں ان سوالات کا کوئی جواب موجود نہیں ہے۔ اور نہ مکتبہ اقبالیات کے کسی مفتش نے اس کا جواب دیا اس عاجز نے اپنے مقالہ تفسیر خودی میں اس سوال کا جواب دینے کی کی ہے۔ اس مضمون میں اس کا اعادہ ممکن نہیں صرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ خودی کے معنی صرف اپنا تحفظ ہے یعنی خود کو شرک سے بچانا ہے۔ اور خودی کا لفظ آیت " فمن یکفر بالطٰغوت " کی تفسیر ہے۔ جس کی تکمیل " ویومن باللہ " سے ہوتی۔ یعنی اقبال کے نظریہ خودی کا مقصد

صرف یہ ہے کہ انسان شیطانی نظریہ شرک سے انکار کرے اور اللہ پہ ایمان لائے شیطان کا منکر ہو اور اللہ کا مومن ہو تب ہی اس کی خودی قائم رہ سکتی ہے۔ اور اسی کو توحید کہتے ہیں۔ اقبال نے بھی خودی کو توحید کے معنی میں استعمال فرمایا ہے۔

خودی سے اس طلسم رنگ و بُو کو توڑ سکتے ہیں
یہی توحید تھی جس کو نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا

یہی توحید ایک ذریعہ ہے جو انسان کو مدارج دین اور دُنیا کے اوج کمال پہ پہنچا سکتا ہے۔ رسالہ زیرِ نظر میں بھی اقبال کے جن اشعار میں خودی کا لفظ آیا ہے اس سے ہر جگہ ردِّ شرک یا اعتراف توحید مقصود ہے

یہ ہے مقصد گردش روزگار کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار

گردش روزگار سے خودی آشکار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ کی ناپائیداری شرک سے بیزاری اور قادر مطلق کی وحدانیت کا درس دیتی ہے اور ظاہر ہے کہ شرک سے بیزاری ہی انسان کی عظمت اور خودی کا تحفظ کرتی ہے۔

چوں حیات عالم از زور خودی ست پس بقدر استواری زندگی ست

یعنی جس قدر انسان کی خودی مضبوط ہوگی اور انسان شرک سے متنفر ہوگا۔ اسی قدر خودی اس کی بقا کی ضامن ہوگی اور اگر انسان باقی ہے تو جہان بھی باقی ہے۔

قطرہ چوں حرف خودی از بر کند ہستئ بے مایہ را گوہر کند

یعنی قطرہ جب اپنی ہستی کو شرک سے بچاتا ہے اور سمندر کا دست نگر نہیں ہوتا تو موتی بن جاتا ہے اس میں کائنات کے آگے سر بسجود نہ ہونے اور ایک خلاق کا ہو کر رہنے کی ہدایت ہے جس کی حسی تمثیل بہت خوب ہے۔

از سوال آشفتہ اجزائے خودی بے تجلی نخل سینا سے خودی

کسی سے سوال کرنا غیر شعوری طور پہ اللہ کی حاجت روائی میں کسی اور کو شریک کرنے کا نام ہے جس سے انسان کی خودی کو ضعف پہنچتا ہے اور نتیجۃً اس سے خودی کا نور یعنی وحدانیت مدھم پڑ جاتی ہے۔

خودی کے نگہباں کو ہے زہر ناب وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب

یعنی روٹی اگر راہ حق سے ہٹ کر میسر ہو جو خودی کے لئے نقصان دِہ ہے تو وہ زہر ہے۔

خودی کو نگہ رکھ ایازی نہ کر

کے معنی یہ ہیں اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی خلاف خودی ہے ۔

خودی کی موت ہو جس میں وہ سروری کیا ہے

معنی یہ ہیں کہ اللہ کی بندگی سے ہٹ کر سرداری موت کے برابر ہے ۔

حیات و موت نہیں التفات کے لائق — فقط خودی ہے خودی کی نگاہ کا مقصود

یعنی انسان کو اپنے مقام (اعتراف وحدانیت حق) سے نہ گرنا چاہئے خواہ اس میں زندگی رہے یا نہ رہے

ہے شعر عجم گرچہ طربناک و دلآویز — اس شعر سے ہوتی نہیں شمشیر خودی تیز

یعنی عجمی شاعری بیشتر لاشعوری غلامی کے نتائج میں سے بھی ہے جو شرک خفی ہے اور خودی کی خوبیوں کے خلاف ہے

خویش را چوں از خودی محکم کنی — تو اگر خواہی جہاں برہم کنی

یعنی انسان کا خودی مستحکم ہونا یہ ہے کہ وہ شرک سے انکار اور وحدانیت کا اقرار کرے ۔ توحید خالص کے مقابلہ میں اُس کے نزدیک سارا جہاں بے حقیقت ہو کر رہ جائے گا ۔ ترقی اسی کا نام ہے ۔

غافل از حفظ خودی یک دم مشو — ریزۂ الماس شو شبنم مشو

یعنی اپنی ہستی کو آلائش شرک سے پاک رکھ ۔ اس کے لئے انسان کو ہیرے کی طرح عزم راسخ رکھنا چاہئے ۔ شبنم کی طرح نہ ہونا چاہئے کہ آفتاب کی ادنےٰ سی تپش کے آگے اُڑ جاتی ہے ۔ ہیرا آفتاب کی شعاعوں کو منعکس کرتا ہے اور شبنم آفتاب کی شعاعوں میں پگھل جاتی ہے ۔ نہایت خوب تشبیہ ہے ۔

مُردہ چوں شمع خودی اندر وجود — از خیال آسماں پیما چہ سود

یعنی کوئی شخص اپنی ہمہ جہتی صلاحیتوں سے کام لے کر آسمان کی سیر کے خیالات میں گم رہے لیکن توحید کی روشنی سے بے بہرہ رہے اور شرک کی آلائشوں میں آلودہ ہو ۔ تو اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا ۔ کیونکہ اس سے انسان کی خودی مر جاتی ہے ۔ اقبال کا کہنا یہ ہے کہ ترقی کا وہ مفہوم نہیں ہے جو اُس کے سر تھوپا گیا ۔ ترقی یہ ہے کہ انسان خدا کے سوا کسی کے سامنے سر بسجود نہ ہو ۔

زندگی بر جائے خود بالیدن است — از خیابان خودی گل چیدن است

یعنی زندگی اس کا نام ہے کہ خودی (یکفر بالطاغوت) کے باغ سے پھول چننے اور ایمان باللہ حاصل کرے ۔ اس کے علاوہ جو معنی بھی کئے گئے ہیں ۔ ان کا خودی کے مفہوم سے ہم آہنگ ہونا دشوار ہے ۔

غرض اقبال کے کلام میں جہاں بھی اصطلاح خودی کو استعمال کیا گیا ہے ہر جگہ اُس سے مُراد کفر

باطل طاغوت اور ایمان باللہ کی تلقین (یا توحید) ہے۔ خودی ان کے نزدیک صرف یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو شرک کی غلاظت سے آلودہ نہ ہونے دے اور اس میں دین و دُنیا دونوں جہانوں کی سربلندی ہے حیران ہوں کہ آخر لوگ اقبال کو اِس نقطۂ نظر سے کیوں نہیں دیکھتے ۔ المانوی فلسفیوں کے دور از کار نظریات کی عینک سے دیکھنا اِس مردِ مومن پہ ایک ظلم عظیم ہے ۔

مظفر حسین

علامہ اقبالؒ نے خودی کا لفظ 'احساسِ نفس' یا 'یقین ذات' کے لئے استعمال کیا ہے چنانچہ یہ لفظ ان کے ہاں مابعد الطبیعی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے اور اخلاقی معنوں میں بھی[1]. آپ کے نزدیک اس کائنات کی مرکزی حقیقت بھی ایک شخصیت ہے اور خود انسانی ساخت کی بنیادی حقیقت بھی ایک شخصیت، چنانچہ آپ نے ذات باری تعالیٰ کے لئے بھی خودی کا لفظ استعمال کیا ہے اور حقیقت انسان کے لئے بھی. علامہ اقبالؒ کے یہ نظریات فلسفیانہ غور و فکر کا ماحصل نہیں بلکہ قرآن حکیم میں گہرے تدبّر کا نتیجہ ہیں. آپ کے نزدیک خودی قرآن حکیم کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے اور اپنے اس موقف پہ آپ کو اس شدت کے ساتھ اصرار ہے کہ مثنوی اسرار و رموز کے اختتام پہ حضور رحمۃ اللعالمینؐ میں عرض حال پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

گر دلم آئینہ بے جوہر است — وَر بحرفم غیر قرآن مضمر است
اے فروغت صبح اعصار و دہور — چشم تو بینندہ ما فی الصُدُور
پردۂ ناموسِ فکرم چاک کن — ایں خیاباں راز خارم پاک کن
تنگ کن رخت حیات اندر برم — اہلِ ملّت را نگہدار از شرم
سبز کشت نابسامانم مکن — بہرہ گیر از ابر نیسانم مکن
خشک گرداں بادہ در انگور من — زہر ریزہ اندر مئے کافور من
روز محشر خوار و رسوا کن مرا — بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا

[1] "میری تحریروں میں لفظ خودی دو معنوں میں مستعمل ہُوا ہے ۔ اخلاقی اور مابعد الطبیعی۔ ہر دو معنوں میں لفظ مذکور کی تشریح واضح کر دی گئی ہے۔" (اقبال نامہ جلد دوم صفحہ ۲۳۸)

اپنے حق میں اس قسم کی سخت بد دعا اسی صورت میں مانگی جا سکتی ہے جبکہ اپنے موقف کی صداقت وحقانیت پر حد درجہ اعتماد ہو۔ بالخصوص حضرت علامہ کو جو تعلق خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات اقدس سے تھا اس کے پیش نظر آپ کی خود اعتمادی کا تاثر اور بھی شدید ہو جاتا ہے۔

۱۔ قرآن حکیم میں 'خودی' کے لئے 'نفس' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات کے لئے 'نفس' کا لفظ استعمال کیا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے:

۱۔ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ط (انعام: ۱۲)

۲۔ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لا (انعام: ۵۴)

۳۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط (۳ : ۳۰)

۲۔ اسی طرح قرآن حکیم میں انسان کی خودی کے لئے تو 'نفس' کی اصطلاح بہت ہی عام استعمال ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم نے کئی ایک مقامات پر اس حقیقت کو کہ ہر اچھے یا برے عمل کا اثر خود انسان کے اپنے ہی نفس پر پڑتا ہے اس طرح بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد انسان کے اندر احساس خودی کو شدید ~~طور پر ظاہر~~ کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ثابت ہے۔ ان تمام آیات میں نفس یا ذات سے مراد علامہ اقبال کے الفاظ میں خودی ہے۔ خودی کی اس اصطلاح کو جس طرح علامہ اقبال نے قرآن پاک سے اخذ کیا ہے اور اپنے کلام میں پیش کیا ہے وہ منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اسلامی مفکرین میں سے کسی نے بھی قرآن مجید کے اس حکیمانہ نکتہ کو اس رنگ اور اس طرز سے پیش نہیں کیا۔

رکھنا

۱ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ (انعام: ۱۰۴)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر رحمت لازم کی ہے۔

۲۔ تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت لازم فرمائی ہے۔

۳۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔

۱۔ تمہارے پاس (دیکھنے کے لئے) بصیرت کی روشنیاں آگئیں۔ پس جس نے بصیرت سے کام لیا (اور دیکھا

۲۔ فَمَنِ اهْتَدٰی فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ (زمر : ۴۱)

۳۔ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۚ (فاطر : ۱۸)

۴۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ز (جاثیہ : ۱۵)

۵۔ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ (لقمان: ۱۲)

۶۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۚ (اسرائیل : ۷)

۷۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (العنکبوت)

۸۔ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ (الاعراف : ۵۳)

۹۔ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ

تو ایسا) اپنی ذات کے لئے کیا اور جو بے بصیرت رہا (اور دیکھنے سے قاصر رہا) تو اس نے بھی (اپنی ذات کے لئے ایسا کیا۔

۲۔ جس نے ہدایت کو اختیار کیا تو اس نے ایسا اپنی ذات کے لئے کیا اور جو گمراہ ہوا اس نے بھی اپنی ذات کے لئے ایسا کیا۔

۳۔ جو تزکیہ (صفائی ظاہر و باطن) اختیار کرے گا اُس کا تزکیہ اپنی ذات کے لئے (فیض بخش) ہوگا

۴۔ جو صالح عمل کرے گا (تو اس کا فائدہ اس کی) اپنی ذات کے لئے ہوگا اور جو بُرے عمل کرے گا (اس کا ضرر بھی اس کے) اپنے ہی لئے ہوگا

۵۔ جو شکر کرے گا اُس کی شکر گزاری اپنی ذات (کے فائدہ) کے لئے ہی ہوگی اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ خود محمود اور بے نیاز ہیں۔

۶۔ جو نیکوکاری کرے گا وہ اپنی ذات کے (نفع کے) لئے نیکوکاری کرے گا اور جو بُرائی کرے گا اُس کا (وبال بھی) اُسی کی اپنی ذات پر ہی ہے

۷۔ جو جدوجُہد کرے گا وہ اپنی ہی ذات کے (فائدہ کے) لئے جدوجُہد کرے گا اور اللہ تمام کائنات سے بے نیاز اور بے پروا ہیں۔

۸۔ خسران ان کی اپنی ہی ذات ہے، جو جھوٹ یہ گھڑ رہے ہیں وہ گم ہو جائے گا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر رحمت لازم ٹھہرائی ہے۔ وہ تمہیں بروز قیامت ضرور جمع کرے گا

اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿ (الانعام : ۱۲)

۱۰۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّ لٰکِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿ (یونس ۴۴)

۱۱۔ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِہٖ ؕ (محمد : ۳۸)

۱۲۔ وَمَنْ یَّکْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَکْسِبُہٗ عَلٰی نَفْسِہٖ ؕ (النساء ۱۱۱)

۱۳۔ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ ؕ (النساء ۷۹)

۱۴۔ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ۚ (الفتح : ۱۰)

۱۵۔ وَاِنْ یُّھْلِکُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ﴿ (الانعام : ۲۶)

۳ ۔ ان تمام آیات میں نفس یا خودی کو اخلاقی مفہوم سے پاک مانتے ہوئے اس پر اچھے یا بُرے اخلاقی اعمال کے مثبت یا منفی اثرات کا ذکر کر کے یہ بات ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ خودی کو مقصود بالذات مان کر عمل کرنا ہی اخلاق ہے۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ اس معیار پر جو چیز ہماری خودی کو کچلنے یا تباہ کرنے کا میلان رکھتی ہو وہ بدی اور شر ہے اور جو چیز خودی کو استحکام بخشے اور اس پر نشو و نما کی راہ کھولے وہ نیکی اور خیر ہے۔ خودی کے استحکام کی مزید وضاحت ان آیات میں بہت واضح طور پہ کی گئی ہے :

۱۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِہٖ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَ اَشَدَّ

اور اس میں ہرگز شک نہیں ہے پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے خسارہ انہی کی اپنی ذات کا ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتے بلکہ لوگ خود اپنی ذات پر ظلم ڈھاتے ہیں۔

۱۱۔ پس جو بُخل سے کام لے گا تو اس بُخل (کا وبال) خود اس کی اپنی ذات پر ہے۔

۱۲۔ جس نے گناہ کا اکتساب کیا اُس کے اکتساب گناہ (کا وبال) خود اپنی ذات پر ہے۔

۱۳۔ جو بُرائی تمہیں پہنچتی ہے اپنی ہی ذات سے پہنچتی ہے۔

۱۴۔ جو اپنے عہد کو توڑتا ہے تو اس عہد شکنی (کا نقصان) اس کی اپنی ہی ذات کو ہے۔

۱۵۔ (اور جو فریب کار ہیں تو اُن کی فریب کاری) ان کی اپنی ذات کو ہلاکت میں ڈالتی ہے لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔

تَثْبِيتًا ۝ وَّإِذًا لَّآتَيْنَاهُم مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَلَهَدَيْنَاهُمْ
صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ (النساء : ۶۶ تا ۶۸)

۲۔ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا
مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ
فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ (بقرہ : ۲۶۵)

۳۔ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْآخِرَةِ (ابراھیم : ۲۷)

۴۔ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا ۝ (شمس : ۹-۱۰)

چنانچہ غیر تربیت یافتہ خودی کے لئے قرآن حکیم میں نفسِ امّارہ اور پوری طرح سے نشوونما یافتہ خودی کے لئے نفس مطمئنۃ کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

۴ - مندرجہ ذیل آیات میں خودی کی یکتائی (UNIQUENESS) یعنی ہر فرد کی بے مثل انفرادیت پر زور دیا گیا ہے جو اقبال کے نزدیک خودی کی ایک بنیادی صفت ہے۔

قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ
سَبِيلًا ۝ (بنی اسرائیل : ۸۴)

۱۔ جو نصیحت انہیں کی گئی ہے اگر وہ اس پر عمل کریں تو اس میں ان کی اپنی بہتری اور انتہائی ثبات نفس (میسر) ہوگا ہماری طرف سے انہیں اجر عظیم دیا جائے گا اور ہم ان کی صراطِ مستقیم پر رہنمائی کریں گے۔

۲۔ جو لوگ اپنے مال کو رضائے الٰہی اور تثبیت ذات کے لئے خرچ کرتے رہتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سطح مرتفع پر باغ واقع ہو جس پر اگر موسلا دھار بارش ہو تو اس میں دوگنا پھل آئے اور اگر معمولی بوندا باندی ہو تو وہ بھی (اس کی نشوونما کے لیے) کفایت کرے۔

۳۔ جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ قول ثابت کے ذریعے انہیں دُنیا اور آخرت میں ثبات ذات عطا کرتا ہے

۴۔ فلاح پائی جس نے تزکیہ ذات اختیار کیا اور نامراد رہا جس نے اسے (اپنی ذات کو) خاک میں ملا دیا

۱۔ فرما دیجئے کہ ہر کوئی اپنی شکل (تشکیل شدہ شخصیت یا ذات) کے مطابق عمل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی